افتتاح کلام

انسان اور حیوان کا مابہ الامتیاز قوت فکریہ اور تعقل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کریم میں جا بجا اس موضوع کی طرف انسان کو اسی طرح دعوت دی ہے جس طرح حصول علم اور الٰہی سنتوں کی شناخت کی دعوت دیتا آیا ہے' قرآن یہی چاہتا ہے کہ انسان آیات آفاق اور انفس میں غور و فکر کے ذریعے کائنات کی حقیقتوں تک پہنچے اور آگاہانہ اور شعوری طور پر اپنے مستقبل کا فیصلہ خود کرے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

قُلْ سیرُوافی الاَرضِ فَاْنُظرُ واکَیْف بَدَا الْخلَق

کہہ دیجیے کہ تم لوگ زمین میں سیر کرو اور دیکھو کہ خدا نے کس طرح خلقت کا آغاز کیا ہے۔

قرآن ضمنی طور پر انسان کو اس حقیقت سے بھی آشنا کرتا ہے کہ دو آنکھیں انسان کو بصیرت عطا نہیں کرتیں بلکہ دل کی نورانیت ہی اسے اندھے پن سے نجات دیتی ہے اور دل کی نورانیت کے حصول کیلئے تعقل و تدبر اور غور و فکر ضروری ہے اگرچہ دو آنکھیں بھی ایک آلہ کے طور پر اس کے اس فکری عمل میں موثر ہیں۔ لہٰذا سورہ حج میں یوں ارشاد ہوتا ہے

اَفَلَمْ یَسِیْرُوْافِی الاَرْضِ فَتَکُوْنَ لَہُمْ قُلُوْبٌ یَّعْقِلُوْنَ بِھَآاَوْ آذانٌ یَّسمَعُوْنَ بِھَا فَاِنَّھَا لاَتَعْمَی الاَبصَارُ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِo(آیت۔۴۶)

"کیا یہ لوگ زمین پر گھومتے پھرتے نہیں جو ان کے دل ایسے ہو جاتے کہ ان کے ذریعے وہ سمجھنے لگتے اُن کے کان ایسے ہو جاتے جن کے ذریعے وہ سننے لگتے کیونکہ درحقیقت آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں کے اندر ہیں۔"

لیکن اس کے برعکس قوہ تعقل و تفکر سے استفادہ نہ کرنے والے غافل اور دل کے اندھوں کو قرآن انسانوں کی صف سے خارج قرار دیتا ہے قرآن کے مطابق ایسے لوگ جسمانی طور پر تو انسان ہیں لیکن حقیقتاً انسانیت سے عاری ہیں لہٰذا ایسے لوگ حیوانات سے بھی بدتر گردانے گئے ہیں۔

لَہُمْ قُلُوْبٌ لاَ یَفْقَھُوْنَ بِھَا وَلَہُمْ اَعْیُنٌ لاَّ یُبْصِرُوْنَ بِھَا وَلَہُمْ اٰذَانٌ لاَّ یَسْمَعُوْنَ بِھَا اُولٰٓئِکَ کَالاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْغٰفِلُوْنَo

"ان کے دل تو ہیں پر اسکے ذریعے سمجھتے نہیں' ان کی آنکھیں تو ہیں پر ان کے ذریعے وہ دیکھتے نہیں' ان کے کان تو

ہیں لیکن ان کے ذریعے وہ سنتے نہیں یہ لوگ چوپائیوں کیطرح ہیں بلکہ ان سے بھی گمراہ تر ہیں یہی لوگ غافل ہیں۔"

یہ بھی قرآنی حقیقت ہے کہ جو اس عالم میں اندھا اور بے بصیرت ہوگا وہ دوسری دنیا میں بھی نابینا ہوگا اور عالم مادہ کی نسبت زیادہ گمراہ بھی ہوگا

وَمَنْ كَانَ فِىْ هَذِهِ اَعْمٰى فَهُوَفِى الاٰ خِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلاًo

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول احادیث میں قرآن کریم ہی کی طرح سے غور و فکر اور تدبر و تعقل کی دعوت بہت نظر آتی ہے۔ امام کاظم علیہ السلام نے تفکر کو عقلمندی کی علامت قرار دیا ہے اور حضورؐ کے فرمان کے مطابق لحہ بھر فکر سال بھر کی غفلت آمیز عبادت سے بہتر ہے۔ یہ تعقل اور غور و فکر کا عمل ہی ہے جس سے انسان کا دل زندہ اور نظر بینا ہو جاتی ہے کیونکہ یہی رسول حق اور تمام امور کی مصلح ہے۔ امام علیؑ علیہ السلام فرماتے ہیں :

العقول ائمة الافكار والافكار ائمة القلوب والقلوب ائمة الحواس والحواس ائمة الاعضاء (مستدرک نہج البلاغہ ص ۱۷۹)

عقلیں افکار کی امامت کرتی ہیں اور افکار دلوں کے امام ہوتے ہیں دل حواس کی امامت کرتے ہیں اور حواس اعضاء کے امام ہوتے ہیں۔

اربابِ لغت سے جب ہم فکر، تفکر اور تدبر کے معانی دریافت کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ فکر سے مراد حقائق عالم کے ادراک کی غرض سے موجودات عالم کے متعلق غور خوض کرنا اور حقیقتوں کے کشف کے بعد ان سے عبرت حاصل کرنا ہے۔ قرآن کریم انبیاء الہی کے پیغام میں بھی غور و فکر کرنے کا حکم دیتا ہے تاکہ حقیقتوں کو خرافات سے الگ کیا جاسکے اور زندگی کا وہ راستہ منتخب کیا جاسکے جو فلاح و نجات کا ضامن ہو۔ انسان عقل کے ذریعے ہی غور فکر کرسکتا ہے کیونکہ عقل عبارت ہے انسان کی اس قوت سے جس کے ذریعے وہ حقائق کو سمجھتا اور ان کا ادراک کرتا ہے۔

قرآن کریم کی تعلیمات وہ لازوال حقیقتیں ہیں جن میں غور و فکر اور تدبر انسان پر فہم و ادراک کے نئے دریچے کھولتا ہے "المیزان" کے صفحات اسی اعلیٰ ہدف اور مقصد کے عکاس ہیں "المیزان" کا علمی معیار اور صوری محاسن کو بہتر سے بہتر بنانے میں اہل علم، اہل فن اور قارئین محترم سب کا اپنا اپنا کردار ہے لہذا تمام احباب سے پہلے سے زیادہ تعاون کی امید ہے اللہ تعالیٰ سب کا حامی و ناصر ہو۔ (آمین)

محمد امین شہیدی

قرآن اور دعوت فکر

علامہ شیخ محسن علی نجفی

اسلام کی حقانیت پر دوسرے ہزاروں دلائل کے علاوہ یہ بات بھی ایک بیّن دلیل ہے کہ قرآن مجید انسانوں کو فکر و تدبر، تحقیق و تدقیق اور عقل سے کام لینے کی نہ صرف دعوت دیتا ہے بلکہ اس عمل کو عبادت قرار دیتا ہے' اور اس کے ترک کرنے والوں کی مذمت کرتا ہے۔ اگر اسلام حق اور حقیقت پر مبنی دین نہ ہوتا تو لوگوں کو فکر و تحقیق سے دور رکھنے کی کوشش کرتا یا کم از کم اس عمل کی طرف ترغیب تو نہ دلاتا اس لئے کہ فکر و تعقل سے امر واقع اور حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے۔ حقائق سے پردے اٹھ جاتے ہیں' غلط فہمیاں دور ہو جاتی ہیں۔ ارشاد باری ہے :

قُلۡ سِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَانۡظُرُوۡا کَیۡفَ بَدَاَ الۡخَلۡقَ

(اے رسولؐ) کہہ دیجئے کہ تم زمین پر چلو پھرو پھر یہ دیکھو کہ اللہ نے کس طرح اول مرتبہ مخلوق کو پیدا کیا ہے۔ (۱)

[سیروافی الارض] دعوت شاہد ہے کہ قرآن اور سائنس دونوں مشاہدے کو انسانی معارف کا اساس قرار دیتے ہیں۔ [فانظروا] عقل سے کام لو۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ مشاہدات و محسوسات کی بنیاد پر عقل کو یہ سمجھنے کا موقع ملے گا کہ [کیف بدأالخلق] اللہ نے پہلی بار مخلوق کو کس طرح پیدا کیا اس آیت سے ایک حیرت انگیز بات سامنے آتی ہے کہ قرآن اس طرز استدلال کو صحیح قرار دیتا ہے جس میں محسوسات اور مشاہدات پر مبنی عقلی استدلال و نتیجہ گیری کارفرما ہو۔ صرف مشاہدہ یا صرف عقلی استدلال سے کسی مطلب تک رسائی ممکن نہیں ہے۔ چنانچہ اسی مطلب کو دوسری آیت میں مزید وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا۔

اَفَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَتَکُوۡنَ لَہُمۡ قُلُوۡبٌ یَّعۡقِلُوۡنَ بِہَاۤ

کیا یہ لوگ زمین پر چلے پھرے نہیں [اگر وہ ایسا کرتے] تو ان کے دل سمجھنے کے قابل ہوتے۔ (۲)

اس آیت میں دلوں کے تعقل کو سیر فی الارض کا نتیجہ قرار دیا گیا جو نہایت قابل توجہ امر ہے۔

آفاق میں تفکر و تعقل

الف : نباتات :

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖۤ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا وَّ عِنَباً وَّ قَضْبًا وَ زَيْتُوْنًا وَ نَخْلًا وَّ حَدَآئِقَ غُلْبًا وَّ فَاكِهَةً وَّ اَبًّا مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ

انسان اپنے کھانے کی طرف تو دیکھے، ہم نے خوب پانی برسایا، پھر خوب زمین کو شق کیا، پھر ہم نے اس میں غلہ، انگور، ترکاری، زیتون، کھجور، گنجان باغ، میوے اور چارے کو اگایا، تمہارے اور تمہارے مویشیوں کے فائدے کے لئے۔(۳)

اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ اِنَّ فِىْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ

اس کے پھل کو دیکھو، وہ پھلتا ہے، اور اس کے پکنے کو [دیکھو] ان میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو ایمان لائے ہیں۔(۴)

ان آیتوں میں نباتات اور میوہ جات کے بارے میں فکر و غور کرنے کے لئے متعدد مراحل بیان فرمائے ہیں، جن مراحل کو زیر مکالمہ لانے کی دعوت دی گئی ہے۔ وہ یہ ہیں۔

(۱)۔ آبیاری — اناصببناالماء صبا

(۲)۔ زمین کا شگاف — ثم شققنا الارض شقا

(۳)۔ پودے کی پرورش — فانبتنا فیھا

(۴)۔ پھل کا مشاہدہ — اذا اثمر

(۵)۔ آمادگی — وینعه

ب : **آسمانوں کے بارے میں فکر و تعقل**

اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِىْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَىْءٍ

کیا ان لوگوں نے آسمانوں اور زمین کی حکومت پر اور جو کچھ اللہ نے پیدا کیا ہے اس پر نظر نہیں کی۔(۵)

قُلِ انْظُرُوْا مَا ذَا فِى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ

[اے رسولؐ] کہہ دیجئے تم دیکھو تو آسمانوں اور زمین میں کیا کیا چیزیں ہیں؟(۶)

وَ يَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ رَبَّنَآ مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا

اور وہ آسمانوں اور زمین کی خلقت کے بارے میں غور و فکر کرتے ہیں' (اور کہتے ہیں) اے ہمارے رب تو نے یہ سب بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ (۷)

طریقہ غور و فکر:

مَا تَرٰى فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّ هُوَ حَسِيْرٌ

تو رحمن کی خلقت میں کوئی فتور نہیں پائے گا پھر نظر ثانی کر کہیں کوئی خلل تو نہیں' پھر بار بار نگاہ ڈال کر دیکھ نظر درماندہ ہو کر تیری طرف پلٹ آئے گی۔ (۸)

اس آیت میں خداوند عالم نے تحقیق اور غور و فکر کا ایک اہم اصول بیان فرمایا کہ کسی مسئلہ کے تہہ تک پہنچنے کے لئے اور اس کے بارے میں نفی یا اثبات میں کوئی نظریہ قائم کرنے کے لئے بار بار اس کو زیر مطالعہ لانا ضروری ہے۔ چونکہ تجربہ میں بھی ایک مرتبہ کامیاب ہونا صحت کی دلیل نہیں ہے کیونکہ اس کی تطبیق میں کوئی غلطی سرزد ہوئی ہو۔ عقلی دلائل میں بھی غلطی اور لغزش کا امکان برقرار رہتا ہے' قرآن انسانوں کو دینی دعوت میں یہ طریقہ بھی بتلاتا ہے کہ بار بار غور و فکر کر کے دیکھ لو اور یقین کے مرحلہ تک پہنچ جاؤ۔ اس کے علاوہ متعدد آیات میں خداوند عالم اپنی دعوت فکر کو درج ذیل الفاظ کے ذریعہ بیان فرماتا ہے۔

نظر' تدبر' تعلّم' تفقہ' تعقّل' تیقّن

بعنوان مثال یہاں ہم چند آیات پیش کرنے پر اکتفا کریں گے۔

تدبر: اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا

کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں۔ (۹)

تعلّم: قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ

ہم نے تفصیل سے نشانیاں بتلائی ہیں علم رکھنے والوں کے لئے۔ (۱۰)

تفکر: كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ

اس طرح خدا تمہارے لیے آیات کو واضح کرتا ہے شاید کہ تم فکر کرو۔ (۱۱)

تفقہ: قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ

ہم نے دلائل کو کھول کر بیان کیا ہے سمجھ رکھنے والوں کے لئے۔ (۱۲)